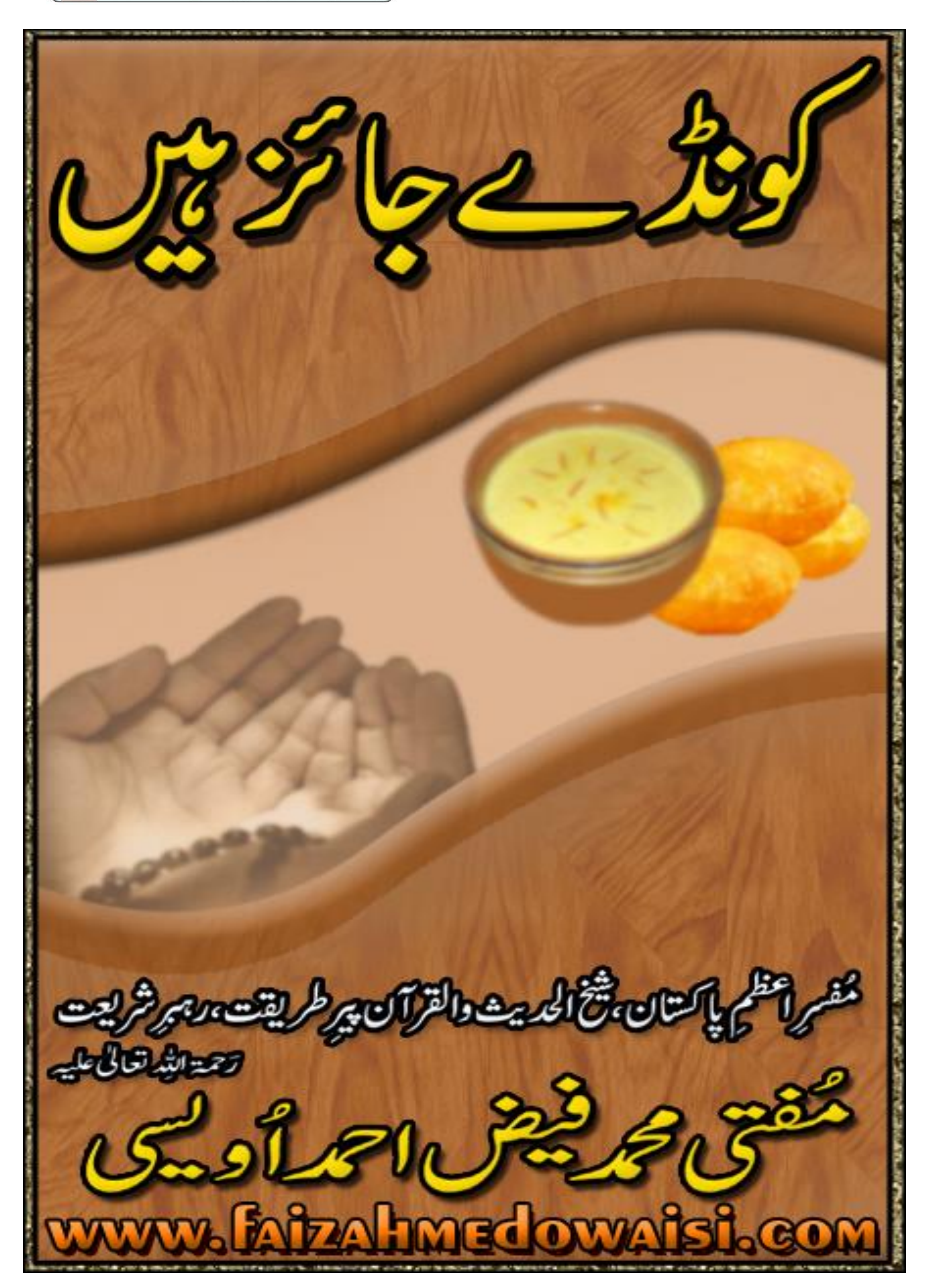

کونڈے جائز ہیں
مُفسرِ اعظمِ پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی
www.faizahmedowaisi.com



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

کونڈے جائز ھیں

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِاعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہ میں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمدِ لامتناہی اُس ذاتِ باری کیلئے جس نے ہم پر احسانِ عظیم فرما کر آپ حبیب لبیب ﷺ کی اُمت میں پیدا کر دیا اور لاتعداد درود و سلام بخدمتِ اقدس شہنشاہ دو جہاں سرورِ انس و جاں مالکِ کون و مکاں ﷺ پر جن کی ذات والا صفات خلاصہ موجودات اور باعث ایجادِ کائنات ہے جنکی شان میں احادیثِ قدسی'' لَوْلَاكَ لَمَا خُلِقَتِ الْأَفْلَاكُ [1] ,لولاک لما خلقت الدنیا'' [2]اور''لولاک لما خلقت ارضی و سمائی'' [3] وارد ہوئی ہیں۔جنکے نورِ انوار کو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا، سوائے بدبخت بدعقیدہ، حاسد و کاسد (جس کے دل میں میل ہو) اور مردودِ ازلی کہ جو سجدہ تعظیمی کا انکار کرنے سے بحکمِ خدا راندۂ درگاہ (ذلیل و رُسوا) ہوا۔اور لعنت الیٰ یوم الدین کا طوق [4] اُسکے گلے میں ڈال دیا گیا۔

محمد عربی ﷺ کہ آبروئے ہر دوسراست	کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسراو
محمد مدنی ﷺ افتخارِ ارض و سماست	کسے کہ خاک درش ہست تاج برسراو [5]

ایسے ہی ہزار ہا درود و سلام آپ کی آلِ اطہار اور اصحابِ کبار پر۔

امابعد! کونڈوں کے بارے میں ہمارا موقوف یہ ہے کہ اس 22رجب کو یہ خیرات ضروری نہ سمجھتے ہوئے بلا قیود کوئی بھی خیرات کر کے اسکا ثواب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ وجملہ انبیاء علیہم اور صحابہ کرام واہلبیت عظام اور تمام اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کو شامل کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو بہت بڑا ثواب ہے لیکن اِسے حرام کہنا اور بدعتِ سیءہ کے کھاتہ میں ڈالنا وہابیوں دیوبندیوں کا پُرانا طریقہ ہے خدام الدین۔لاہور ۲۰ مارچ ۱۹۸۷ یہی عنوان جما کر یہ لکھا ہمارے بعض شہروں اور قصبوں میں ہر سال 22رجب کو خفیہ کونڈے کھلانے کی رسم جاری ہے جس کی دینی حیثیت کچھ نہیں (الف) نہ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے (ب) نہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ اسلام سے منقول ہے (ج) نہ ہی دوسرے فرقوں (یعنی۔اسماعیلی۔اثناعشری اور علوی) کے بزرگوں کا تعامل یہ کچھ ظاہر کرتا ہے یہ خلافِ شرع اور بے اصل

---

[1] (تفسیر الألوسي، سورۃ النباء، قولہ تعالی: رب السماوات والأرض وما بینھما الرحمن الخ، الجزء30، الصفحۃ20، دار إحیاء التراث العربي)

[2] (ترجمہ: اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا)

(مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ذکر ما خصّ بہ وشرف بہ من بین الانبیاء، الجزء2، الصفحۃ -136الی137 دار الفکر بیروت)

(الفوائد المجموعۃ، باب فضائل النبی، صفحہ ۳۲۶، حدیث ۱۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعہ، صفحہ ۱۹۴، حدیث ۷۵۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تفسیر روح البیان میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔
لولاک لما خلقت الکون

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاعراف، الآیۃ154، الجزء3، الصفحۃ255، دار الفکر-بیروت)

[3] (ترجمہ: اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین وآسمان کو)

(الفتاوی الحدیثیہ، مطلب: فی جماعۃ یصلون علی النبی الخ، الصفحۃ189، دار المعرفۃ)

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، الجزء ا، صفحہ ۷۰، المکتب الاسلامی بیروت)

[4] (عموماً) لوہے کا بھاری حلقہ جو مجرموں یا دیوانوں کے گلے میں ڈالتے ہیں تاکہ گردن نہ اٹھا سکیں۔

[5] ترجمہ: محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہانوں کی آبرو ہیں، جوانکے درِ اقدس کی خاک نہیں ہے اس کے سر پر خاک ہو۔ محمد مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین وآسمان کا فخر ہیں۔

بدعت دراصل مخالفینِ اسلام اور معُانِدینِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (صحابہ کے لئے بغض رکھنے والوں) کی ایجاد ہے جو شمالی ہند کے علاقہ اودھ سے شروع ہے اور لکھنؤ اور رامپور کے نوابوں نے رفض کرپروان چڑھانے کیلئے اس قسم کی بدعات کو عام کرنے کی کوشش کی۔ پھر دلائل لکھے جو فقیر نے آگے چل کر عرض کئے ہیں۔ بہر حال اَہلِ دیوبند اور وہابی ہر نیک کام کو بدعت کہنے کے عادی ہیں ہم اسکے برعکس یوں کہتے ہیں کہ سیّدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے ہند و پاک و دیگر بعض ممالکِ اسلامیہ میں مشہور ہیں جو بائیس (22) رجب کو خاص اہتمام کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اسکی صحیح صورت یہ ہے کہ حسبِ توفیق خیرات کی جائے اور اس پر اس طریقے سے ختم پڑھ کر سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت نہیں بلکہ بہت بڑا ثواب ہے۔ اسے حسبِ عادت مخالفینِ اہلسنّت وہابی دیوبندی حرام اور شیعہ کا طریقہ کہہ کر منع کرکے اپنے لئے جہاد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جہاد برائیوں کو روکنے کا نام ہے جبکہ کونڈے ایک خیرات کا نام ہے اور خیرات و دیگر کسی کارِ خیر کا روکنا غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مَنَّاعٍ لِلْخَیْرِ (پارہ 26، سورۃ ق، آیت 25) (ترجمہ۔ جو بہت بھلائی سے روکنے والا) کہہ کر مذمت فرماتا ہے۔ ہاں بعض لوگوں میں کونڈوں کے معاملہ میں غلط رواج بھی پایا جاتا ہے اور شرعی قاعدہ ہے کہ کسی کارِ خیر میں خرابی آجائے تو خرابی دور کرنے کی کوشش کی جائے نہ کہ اصل فعل و عمل کو بند کیا جائے مثلاً نماز کے بارے میں عوام میں ہزاروں خرابیاں رائج ہیں تاہم اس میں برائیوں کو مٹانے کی کوشش کی جائے نہ کہ سرے سے نماز کی بندش کی جدوجہد ہو تو اسے بند کرنے میں درپے ہو کر اسے جہاد سے تعبیر کرے تو اُسے اہلِ دانش پاگل کہیں گے ایسے ہی کونڈے ایک کارِ خیر ہے اسکے روکنے والا ہمارے نزدیک پاگلوں کا سردار ہے بلکہ یقین کیجئے کہ ایسے لوگوں کو ہی حضور نبی پاک ﷺ سینکڑوں سال پہلے سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ 6 (بے وقوف اور بے عقل اور پاگل ہونگے) فرمایا۔

معجزہ نبوی صاحبۃ الصلوٰۃ والسلام: سچ پوچھئے تو حضور نبی پاک ﷺ کا یہ معجزہ دورِ حاضرہ میں اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو دیکھ لیجئے کہ یہ لوگ کارِ خیر کے روکنے میں کتنا زور لگاتے ہیں حالانکہ شرع مطہر نے کارِ خیر کی ترویج کا حکم دیا ہے بلکہ یہاں تک زور دیا ہے کہ اگر کارِ خیر میں خرابی بسیار ہے تب بھی نہ روکو بلکہ اس کی اصلاح کرو جیسا کہ کوئی شخص سورج نکلنے کے وقت نفل پڑھ رہا تھا سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عرض کیا گیا کہ اسے غلط کاری کی وجہ سے روک دیا جائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں مَنَّاعٍ لِلْخَیْرِ نہیں بننا چاہتا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ نیکی کو غلط رنگ میں کیا جارہا ہے تو اُسے روکنے کے بجائے اس کی اصلاح کی جائے۔

دوسرا پہلو: جس مُباح کام کی رُکاوٹ میں عوام میں انتشار پھیلتا اور فساد برپا ہوتا ہے اس کی رُکاوٹ کے بجائے اس کی اصلاح کے اسباب بنائے جائیں تاکہ عوام میں انتشار نہ پھیلے اور نہ ہی دنگا فساد برپا ہو۔ لیکن یہ لوگ تو فی سبیل اللہ فساد کے علمبردار اور بزعم خویش اصلاح کے دعویدار ہیں ایسے لوگوں کیلئے اللہ نے فرمایا: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ۔ (پارہ1، سورۃ البقرہ، آیت 11)

ترجمہ: اور جواُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

ان کیلئے ہی تنبیہ و تاکید کے طور فرمایا: أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ۔ (پارہ 1، سورۃ البقرہ، آیت 12)

ترجمہ: سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

---

6 يَقُولُ يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ الخ

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب إثم من راءی بقراءۃ القرآن أو تأکل بہ أو فخر بہ، الجزء 4 الصفحہ 1928، الحدیث 4770، دار ابن کثیر)

تجزیہ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے جہاں بھی اس قسم کی حرکت کی تو لازماً اور فساد برپا ہوا اگر ہمارے مشورہ کو قبول کرتے کہ یہ مانا کہ کونڈے شعارِ شیعہ سہی لیکن چونکہ یہ عوام مسلمان ایک محبوبِ خدا سے عقیدت کے طور پر کرتے ہیں تو اگر یہ غلطی میں مبتلا ہیں تو آیئے مل کر انکی اصلاح کی صورت بھی واضع ہے۔ فقیر ذیل میں معروضات پیش کرتا ہے اگر مصنف مزاج اور اہلِ دماغ مسلمان غور فرمائے تو اصلاح کا پہلو روشن ہے اگر کسی نے قسم کھا رکھی ہو کہ خواہ مخواہ انتشار پھیلانا اور فساد برپا کرنا ہے۔ تو اس کا علاج نہ میرے پاس ہے نہ اس سے اصلاح کی اُمید کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور سے لے کر ہر دور کے مسلمان اپنے بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرتے چالے آئے ہیں اور قرآن و حدیث میں اس چیز کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِہِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوٰنِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمٰنِ

(پارہ 28،سورۃ الحشر آیت10)

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

فائدہ: اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایمان والوں کی صفت ہے کہ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے سے پہلے مسلمانوں کی بخشش کی دعا بھی کرتے ہیں۔

(تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب اماۃ الاحباب بالایصال الثواب)

گذارشِ اُویسی غفرلہٗ: مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف اپنے لئے بخشش طلب نہ کریں، بلکہ بزرگانِ دین خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہلبیت رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمۃاللہ علیہم اجمعین کو ایصالِ ثواب کر کے ان سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کریں عرس، ختم، نذر، فاتحہ وغیرہ سب ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں ہیں۔

کونڈے کیا ہیں: سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی یاد میں ۲۲ رجب کا ختم شریف وایصالِ ثواب اہلسنّت و جماعت میں معمول و معروف ہے اور گیارہویں شریف کی طرح یہ ختم شریف بھی بہت عقیدت و محبت سے دلایا جاتا ہے۔

مخالفینِ اہلسنّت و منکرینِ گیارہویں 22 رجب کو ایصالِ ثواب کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور اس غلط پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر بعض مسلمان بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا پروپیگنڈا اتنا زور دار ہوتا ہے کہ بڑے دیندار اور اہلِ علم دنگ ہو کر رہ جاتے ہیں کہ اس کا یہ طریقہ مشہور ہے کہ جھوٹ کو ایسے زور سے پھیلاؤ کہ عوام سچ بھول جائیں۔

یہ لوگ غلط بات کو آسمان پر اُٹھا لیتے ہیں اگرچہ غلط بھی ہو تب بھی عوام اسے صحیح سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ یہی حال کونڈوں کا ہے۔

سوال: مخالفینِ اہلسنّت و بزرگانِ دین مسلمانوں کو ایصالِ ثواب وغیرہ جیسے نیک کاموں سے روکنے کیلئے اعتراض کرتے ہیں کہ 22 رجب نہ تو سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یومِ پیدائش ہے اور نہ ہی یومِ وفات ہے بلکہ 22 رجب امام سیّدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وفات ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے اس رسم کے ذریعے آپ کی وفات کی خوشی منائی۔

جواب: اُصولی طور پر بزرگانِ دین کی یاد منانا اور ختم دلانا باعثِ خیر و برکت اور ایصالِ ثواب شرعاً ثابت ہے اور یہ ختم شریف یومِ ولادت اور یومِ وصال کی طرح کسی اور دن دلانا بھی جائز ہے۔ لہٰذا اگر ۲۲ رجب امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ ولادت یا یومِ وصال نہ ہو تو بھی اُن کی یاد منانے اور ختم پڑھانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، باقی رہا ۲۲ رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وصال ہونا تو اگرچہ یہ تاریخ مُتفقہ نہیں پھر اہلسنّت کے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف دلانے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی تعلق نہیں ایک تو ختم شریف کو مسرت کے طور پر منانے کا

ویسے ہی معمول نہیں اگر مخالفینِ صحابہ کے ہاں ایسا ہو بھی تواُن کی طرف سےاِس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آیا اور اگر خدانخواستہ وہ ایسا کریں بھی تواِس کا وبال اُنہی کے سرہے اہلِسنّت کے ہاں تو ۲۲ رجب کے ختم کے موقع پر مخالفت کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی خیال نہیں آتا۔

طریقِ اصلاح: بہر حال اگر مخالفین کو واقعی اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تواِس کا یہ طریقہ نہیں کہ "نیکی کو روکنے والے" بن کر ختم شریف جیسے کارِ خیر کو ہی ختم کر دیا جائے بلکہ اس کی اصلاح کا یہ طریقہ ہے کہ مخالفین اگر واقعی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں تو وہ 22 رجب کو ختم شریف بند کرانے کی ناکام کوشش کی بجائے اس بات کی تبلیغ کریں کہ چونکہ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وصال ہے اس لئے اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ختم شریف پڑھایا جائے وار ختم شریف کے مخالفین پر نیکی کو روکنے کا الزام بھی نہیں آئے گا۔اس طرح مخالفین کو ۲۲ رجب کے ختم شریف سے جو خطرہ محسوس ہوتا ہے وہ بھی ٹل جائے گا۔اور مخالفینِ صحابہ کا بھی رد ہو جائے گا جیسا کہ احادیث میں مذکورہ ہے کہ مدینہ منورہ میں یہود کو یومِ عاشورہ پر روزہ رکھتے دیکھ کر مخالفین ختم شریف کی طرح اس دن مسلمانوں کو یہود کی وجہ سے روزہ رکھنے سے منع نہیں کیا گیا بکہ دسویں(10) محرم (یومِ عاشورہ) کے ساتھ نویں(9) محرم کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ روزہ جیسا نیک کام بھی ترک نہ ہو اور نویں محرم کا روز ساتھ ملانے سے یہود کی مشابہت بھی نہ ہو۔

اَہلِ اسلام جو ایصالِ ثواب اور ختم دلانا باعثِ ثواب اور خیر و برکت سمجھتے ہیں اُن سے گذارش ہے کہ ایصالِ ثواب یا کونڈوں کے ختم شریف پر بعض اوقات جو بے جا پابندیاں لگائی جاتی ہیں وہ نہیں ہونی چاہیئے اور ہر نیک کام کو مکمل طور ہر قرآن وسنّت کی تعلیمات کی روشنی میں سرِانجام دینا چاہیئے اس سلسلے میں چند باتیں خاص طور پر مدّ نظر رہیں۔

1۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دی جائے اور اسکا ثواب بزرگانِ دین کی ارواحِ مبارکہ کو بھیجا جائے۔

2۔ اس قسم کی پابندی کہ کونڈے کمرے یا گھر سے باہر نہ جائیں بالکل غلط ہے۔

3۔ ایصالِ ثواب یا ختم شریف وغیرہ رزقِ حلال سے دلایا جائے کیونکہ حرام کمائی پر کیا گیا کوئی نیک عمل خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔

4۔ کسی بھی قسم کے نیک کام میں دِکھاوا نہ ہو کیونکہ دکھاوا کی وجہ سے ثواب ملنے کے بجائے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔

5۔ کوشش کی جائے کہ ایصالِ ثواب اور ختم شریف وغیرہ میں غرباء مساکین کو زیادہ سے زیادہ شامل کیا جائے۔

6۔ کسی بھی قسم کا ایصالِ ثواب یا ختم وغیرہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر نہ کیا جائے۔

7۔ ایصالِ ثواب اور ختم شریف وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بنانے کیلئے شریعت کی پابندی کی جائے خاص طور پر نماز کی پابندی اور کبیرہ گناہوں سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔

نوٹ: مضمونِ بالا (مع چند اضافاتِ اُویسیہ) ایک دوست نے لکھا اور خوب لکھتے ہیں لیکن لاہور کے حاجی اشفاق احمد قادری نے کرامتِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام سے رسالہ لکھا۔اس سے شیعوں کو زیادہ اہلِسنّت کو بہت کم فائدہ پہنچا ہے۔

اس کرامت کو اہلِسنّت کے ایک مشہور ادارہ القادریہ نشیمن غوثیہ کریم پارک،راوی روڈ لاہور نے شائع کیا تھا۔ابتداء میں حاجی صاحب موصوف نے اثباتِ کرامت پر مختصر سا مضمون تحریر فرمایا ہے۔فقیر شکریہ کے ساتھ اسے اپنے رسالہ ہذا میں لکھ رہا ہے۔

حاجی صاحب کے نزدیک چونکہ کونڈوں والی کرامت صحیح ہے اسی لئے وہ پہلے اسی کرامت کا عنوان جماتے ہیں لیکن فقیر کے نزدیک وہ کرامت صحیح نہیں اسی لئے ابتدائی عبارت حذف کرکے نفسِ مضمون کو لے لیا اور عنوان فقیر نے قائم کیا ہے۔

کرامت الاولیاء حق: حاجی صاب فرماتے ہیں کرامت کو بحیثیت کرامت مان لینا ہی کافی ہے۔ دلائل کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس شخص سے کرامت صادر (ظاہر) ہوئی وہ فی الحقیقت اللہ کا ولی ہے کوئی شعبدہ باز ساحر یا کاہن وغیرہ تو نہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ منکرین اپنے تعصب و عناد اور حسد وضد کی بناء پر بے شمار کاملین، مقربان الٰہی اور بزرگانِ دین کی کرامت کو ٹھکرا دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اولیاءاللہ کی شان اور کرامت کا انکار قرآنِ کریم اور احادیث شریف اور اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے :

ہر کس کہ کمال اولیاء را نہ شناخت — ایں نعمت خاص بے بہارا نہ شناخت

پس شکر نہ گفت و حب ایشاں نگزید — میداں بہ یقین کہ او خدارا نہ شناخت

یعنی جس نے اولیاءاللہ کے کمال اور خداوند تعالیٰ کی اس خاص اور بیش قیمت نعمت کو نہ پہچانا۔ پس اُس نے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکریہ ادا نہ کیا۔ اور محبوبانِ خدا کی شناخت کا حق ادا نہ کیا یا اُن کی کماحقہ قدر نہ کی۔ یقین جانو اُس نے اللہ کی ذات کو نہ پہچانا۔

(اولیاءاللہ اور اُن کے کمالات کی شناخت حقیقت میں اللہ کی معرفت ہے)۔ جس نے اللہ کے دوستوں کو نہ پہنچانا اور اُنکی خوبیوں کہ نہ جانا اُس نے خداوندِ تعالیٰ کو یقیناً نہیں پہچانا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: کرامت من حیث الکرامت کا ماننا ضروری ہے جس کرامت کا ثبوت ہی نہ ہو اُسے نہ ماننا۔۔۔ مثلاً یہی کراماتِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پڑھ لیجئے اس کا مضمون خود بتاتا ہے کہ یہ کرامت خود ساختہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

کرامتِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ: مدینہ منورہ میں ایک لکڑہارا تھا۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کرکے اپنا گذارہ کرتا۔ جس روز نہ جاتا بچوں سمیت فاقے سے رہتا۔ اس غربت سے تنگ آکر وہ کسی دوسرے شہر چلا گیا۔ مگر وہاں بھی اُسے وہی کام کرنا پڑا۔ شرم کے مارے گھر بھی کوئی خبر نہ دی کہ میں کہاں اور کس حال میں ہوں اِدھر اُسکی پریشان حال بیوی نے سوچا کہ میرا شوہر مر گیا ہو گا۔ لٰہذا وزیرِ اعظم (مدینہ شریف میں کونسا وزیر اعظم تھا اور کس زمانہ میں ہم نے "وفاءالوفاء تاریخ مدینہ و دیگر کتب میں نہیں پڑھا کہ کسی زمانہ میں مدینہ پاک میں کوئی وزیر اعظم رہا ہو البتہ "امرء المرء ضرورہے") کہ ہاں ملازمت کرکے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔

ایک روز لکڑہارے کی بیوی وزیر اعظم کے محل کے باہر جھاڑو دے رہی تھی کہ اتنے میں امام عالی مقام حضرت جعفر صادق علیہ السلام[7] کا گذر ہوا اُس عورت کے قریب سے۔ حضور نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ یہ کونسا مہینہ ہے اور آج چاند کی کیا تاریخ ہے؟ اُنہوں نے عرض کی حضور رجب کی بائیس ہے۔ فرمایا آج کی تاریخ کو جو بھی اپنی توفیق کے مطابق پوریوں کے کونڈے بھرے اور میرے نام کا فاتحہ پڑھے۔ اُس کی خواہ کتنی ہی مشکل حاجت ہوانشاءاللہ تعالیٰ بر آئے گی۔ اگر مراد پوری نہ ہو تو قیامت کے دن اُس کا ہاتھ اور میرا دامن ہو گا۔ یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے۔

---

[7] رضی اللہ عنہ کہنا چاہیئے ائمہ اہلبیت پر بالخصوص علیہ السلام پڑھنا لکھنا شیعوں کا شعار ہے۔

لکڑہارے کی بیوی یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئی اور اُسی دن توفیق کے مطابق فوراً پوریوں کے دو کونڈے بھرے اور بوسیلہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور دعا مانگی کہ میرا خاوند بخیریت دولت کما کر گھر واپس آوے۔

اُدھر اس کا خاوند اُسی روز جو جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا، اچانک کلہاڑا زمین پر گرا۔ دھماکے کی آواز آئی۔ اُس نے زمین کھودی بڑا دفینہ (گڑا یا چُھپا ہوا خزانہ) نکلا۔ بہت خوش ہوا۔ اللہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطنِ عزیز کو واپس آنے کا پروگرام بنایا۔ تاکہ اپنے اہل وعیال میں زندگی بسر کرے۔

اپنے گھر سے اس نے دور ہی قیام کیا اور اپنے ایک نوکر کو بہت سا مال قیمتی زیورات وملبوسات دے کر بیوی کے پاس بھیجا کہ بہت جلد ایک اچھا سا مکان تیار کر کے مجھے اطلاع دو۔ بیوی بہت خوش ہوئی اور بہت جلد عمل کر کے مکان بنوایا اور اپنے خاوند کو اطلاع دی۔ خاوند گھر آیا اور امیرانہ زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک روز بیوی نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی؟ خاوند نے دفینہ ہاتھ آنے کا ماجرا سُنایا۔ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جس روز کونڈے کی نیاز حضرت اِمامِ عالی مقام کے نام پر دی اُسی دن یہ خزانہ ملا پس میاں بیوی یہ نیاز ہر سال دیتے رہے۔

ایک روز وزیرِاعظم کی بیوی اپنے محل کی چھت پر چڑھی تو ایک خوبصورت محل دیکھ کر حیران ہوئی۔ دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے۔ خادمہ نے عرض کی۔ حضور یہ اُسی لکڑہارے کی بیوی کا ہے جو آپ کے ہاں ملازمہ تھی۔ بیگم نے اُسے بلوا بھیجا اور پوچھا کہ اتنی دولت تم کو کہاں سے ملی ہے۔ لکڑہارے کی بیوی نے امامِ عالی مقام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان اور اپنے عمل کرنے اور اسی روز خاوند کو مال وزر ہاتھ آنے کا سارا قصّہ سُنایا۔ اِس پر وزیرِاعظم کی بیوی نے کہا یہ سب جھوٹ ہے اور امام صاحب کی کرامت پر یقین نہ کرتے ہوئے کہا تمہارے خاوند نے چوری چکاری سے یہ دولت حاصل کی ہے۔ لکڑہارے کی بیوی نے کہا۔ آپ نے یہ بے ادبی امام پاک کے فرمان کی کی ہے۔ انشاء اللہ جلد سزا پائیں گے۔ اگلے روز باشاہ کو اُس کے وزیر کے خلاف شکایت وصول ہوئیں کہ یہ بددیانت ہے۔ لہٰذا حساب پڑتال کرنے کے بعد بددیانتی پائی گئی جس پر بادشاہ سخت ناراض ہوا۔ اُسے وزارت سے ہٹا کر تمام املاک ضبط کر کے اُسے ملک سے نکال دیا۔ راستے سے میاں بیوی نے ایک خربوزہ خرید کر اپنے رومال میں باندلیا۔ اور سفر جاری رکھا۔ اُسی روز بادشاہ کا لڑکا جو صبح سے شکار کیلئے گیا ہوا تھا شام تک واپس نہ آیا۔ باشاہ اور وزیروں کو شک ہوا کہ بددیانت اور نمک خور وزیر نے شہزادے کو کہیں قتل نہ کر دیا ہو۔ اِسی بناء پر فوراً چاروں طرف سوار دوڑادیئے کہ وزیر جہاں ملے، فوراً گرفتار کر کے پیش کریں۔ حکم ملتے ہی ملازم فوراً آگئے۔ دونوں کو گرفتار کر کے باشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ باشاہ کی نظر رومال پر پڑی۔ پوچھا اس رومال میں کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا خربوزہ۔ جب رومال کھولا تو بجائے خربوزے کے شہزادے کا سر نکلا۔ بادشاہ سخت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ رات بھر اِن کو قید خانہ میں رکھا جائے اور صبح کو قتل کر دیا جائے۔

رات کو قیدی وزیر نے اپنی بیگم سے کہا نہ جانے ہم سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ ملازمت گئی، ملک بدر ہوئے۔ تعجب یہ ہے کہ خربوزے کے بجائے شہزادے کا سر نکلا ہے۔ جس پر ہم صبح کو قتل کئے جائیں گے۔

بیوی نے کہا بظاہر تو کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے البتہ لکڑہارے کی بیوی نے امام عالی مقام حضرت جعفر صادق کی جو داستان سنائی تھی میں نے اُسے جھوٹ جانا۔ وزیر نے ناراض ہو کر کہا کمبخت اس سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہو سکتا ہے کہ تم نے امام صاحب کی بے ادبی کی ہے۔ ساری رات میاں بیوی توبہ استغفار کرتے رہے۔ اور امام صاحب کے وسیلہ سے اللہ پاک سے معافی مانگتے رہے۔ اُنہوں نے نہایت عاجزی سے یہ گریہ وزاری کی۔ توبہ اُن کی

منظور ہوئی۔ علی الصبح ہی شہزادہ گھر آگیا۔ بادشاہ نے پوچھا جانِ من رات میں کہاں تھے؟ عرض کی جہاں پناہ دیر ہو جانے کی وجہ سے رات باغ ہی میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوں۔

بادشاہ نے قیدی وزیر اور اُسکی کی بیوی کو بلوایا۔ رومال کو بھی دوبارہ کھلوایا تو بجائے شہزادے کے سر کے خربوزہ نکلا۔

بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

وزیر نے دست بستہ امام صاحب کا فرمان اور اپنی بیوی کی گستاخی، پھر اپنی معافی مانگنے کا تمام احوال سُنایا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس نے وزیر کو اس عہدے پر بحال کر دیا۔ اور تمام ضبط شدہ املاک واپس کر دیں۔ پس امامِ عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا بیان مکمل ہوا۔ فاتحہ کا طریقہ درج ذیل ہے۔

طریقہ ختم: 22 رجب کو باوضو ہو کر حسبِ توفیق آٹے یا میدے کی پوریوں اور حلوہ سے کونڈے بھرے۔ پاک صاف جگہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہدیہ درود و سلام پیش کرے۔ اور امام صاحب کی کرامت مذکورہ پڑھیں۔ اس کے بعد اوّل آخر چار مرتبہ درود شریف درمیان میں الحمد شریف ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص 18 مرتبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں۔

اصلاح: مِن حیث الثواب ہمیں حاجی صاحب اور جملہ احباب کونڈے والوں سے ہے کوئی اختلاف نہیں مگر اختلاف تو وہابیوں کو ہے لیکن کونڈوں میں کرامت کے ذکر کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ضروری ہے کہ آٹے میدے کی پوریوں اور حلوہ سے کونڈے بھریں۔ جو خداوندِ قدس توفیق بخشے رزق میں کاروبار میں برکت ہو گی اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر و ثواب نصیب ہو گا۔

کرامت غلط ہے: سمجھدار انسان کرامت کو پڑھ کر یقین کرے گا کہ یہ کرامت کس طرح غلط اور بناوٹی ہے جیسے عرصہ دراز سے ایک وصیت نامہ (بناوٹی) چھپ کر اور قلمی لکھ کر عوام تک پہنچایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں تاریخی لحاظ سے بھی اس کرامت کا کوئی وجود نہیں بلکہ ہمارے ہاں ایک ثبوت موجود ہے جس سے یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ یہ کرامت غلط ہے۔

رجب کے کونڈے کی ترتیب مولوی محمد عیسیٰ لودھرانی نے دی

فقیر نے اس پر تصدیق لکھ دی اگرچہ اسے غلط رنگ دیا گیا من وجہ مفید ثابت ہوئی مولوی عیسیٰ کے سوال و جواب من وجہ مفید ہیں اسی لئے وہ مِن وعَن درج کر رہا ہوں اور اپنی تصدیق بھی۔

استاد العلماء والفضلا شیخ التفسیر و الحدیث
حضرت الحافظ ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اُویسی رضوی بہاولپور ارشادِ گرامی

ہمارے اہلسنّت عوام ثبوت یا حسین رضی اللہ عنہ کہنے کے بڑے استاد واقع ہوتے ہیں تعزیوں میں دیکھو تو اکثر سنّی رونے دھونے میں دیکھو تو اکثر سنّی وغیرہ وغیرہ، منجملہ اِن کے رسم کونڈوں کی بھی ہے۔ اگر بحیثیت ایصالِ ثواب کے یہ طریقہ ہوتا تو کسی قسم کا اعتراض نہ تھا۔ لیکن افسوس کہ ان من گھڑت واقعہ کے تحت رسم چل نکلی ہے اس سے بجائے فائدہ "ثواب" کے گناہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ محمد مولانا عیسیٰ صاحب نے یہ تحقیق فرمائی ہے عوام اہلسنّت کو چاہیئے کہ اس رسم سے باز رہ کر شیعوں کی غلط تقلید سے بچیں۔

نوٹ: ہاں اگر اسی دن کوئی خیرات کرنی ہے تو اس کا طریقہ عرض کیا گیا ہے۔

سوال: 22 تاریخ ماہِ رجب کو لوگ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے بھرتے ہیں۔ کیا ۲۲ رجب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا دن ہے یا وفات کا؟

جواب: شیعہ کی تمام کتبِ معتبرہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یومِ پیدائیش 17 ماہِ ربیع الاوّل اور یومِ وفات 15 ماہِ شوال لکھی ہوئی ہے تمام معتبر کتبِ شیعہ صاحبان میں کونڈوں کا نام ونشان تک ندارد ہے۔

سوال: تو پھر 22 ماہِ رجب کے کونڈے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کیوں کئے جاتے ہیں۔ کونڈوں کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی ہے؟

جواب: مولانا حکیم عبدالغفور آنولوی مرحوم (سنی بریلوی) عالمِ دین نے رسالہ صحیفہ (اہلحدیث مولوی عیسیٰ نے لفظ چھوڑ دیا نو معلوم تعصب سے یا اس کا نام نہیں آتا تھا واللہ اعلم) 14 اگست 1964 میں رجب کے کونڈے کے عنوان پر ایک مضمون لکھا۔ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب (بریلوی) عالمِ دین اور بزرگ کے مریدِ خاص جناب مصطفی علی خان مرحوم اپنے کتابچہ "جواہرِ مناقب" کے حاشیہ پر حامد حسن قادری بریلوی کا کونڈوں کے بارے میں ایک بیان لکھتے ہیں۔ اس کا خلاصہ اور ملخص یہ ہے کہ کونڈں کی رسم 1902ء رامپور "یوپی" کے امیر مینائی کے خاندان سے شروع ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کونڈوں کا کوئی نام تک نہ جانتا تھا۔ امیر مینائی کے صاحبزادہ خورشید مینائی نے لکڑہارے کی ایک جھوٹی کہانی "داستانِ عجیب" چھپوا کر سب سے پہلے رام پور میں تقسیم کی۔ نواب رام پور شیعہ حامد علی خان نے اس جھوٹی کہانی کی ترویج اور اشاعت میں بڑی گہری دلچسپی لی۔ رام پور کے سُنی مسلمانوں نے نواب کی خوشنودی کیلئے (انسان علی دین ملوکھم) کے تحت اس رسم کو اپنانا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ یہ رسم ملک بھر میں پھیل گئی ہے۔

شیعہ صاحبان جس طرح کلمہ، نماز، اذان، دین "نصابِ تعلیم" میں ہنود و یہود کی طرح تمام مسلمانوں سے الگ ہو چکے ہیں۔ یہ شیعہ صاحبان اپنے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل ابولولو فیروز کو بابا شجاع الدین قرار دے کر عیدِ شجاع سناتے ہیں۔ اور سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی وفات پر عیدِ غدیر مناتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس غدیر پر شیعوں کے گناہ لکھے ہی نہیں جاتے۔

22 رجب سیّدنا امیر معاویہ کا یومِ وفات ہے۔ اس لئے شیعہ صاحبان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں یہ کونڈے، حلوہ پوری، چوروں کی طرح چھپا چھپا کر کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں۔ شیعہ صاحبان اگر سنّی مسلمان کا جنازہ پڑھتے ہیں تو بجائے دعاءِ جنازہ کے بددعا کرتے ہیں۔ حالانکہ "تحفۃ العوام" میں ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر کا صاحبِ ایمان قرار دیتے ہیں۔ (نہج البلاغہ)

سوال: امیر مینائی کے فرزند نے جو جھوٹی کہانی لکڑہارے کی ''داستانِ عجیب'' گھڑی ہے۔ اسکا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک بادشاہ اور وزیر رہا کرتے تھے وزیر کے محل میں ایک غریب عیالدار (پریشان حال) لکڑہارے کی بیوی خاکروبی کرکے بمشکل اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی تھی۔ ایک دن اس نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زبانی سُنا کہ جو شخص 22 ماہِ رجب کے کونڈے کرے اُس کی وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ جس کیلئے وہ کونڈے کرے گا۔ یہ سُن کر اُس عورت نے گھر جا کر کونڈے کئے۔ تو بس امیر بن گئی۔

اُس نے وزیر کے محل کے سامنے اپنا عالیشان محل بنوایا۔ و غیر ذالک من الھفوات۔ (تفصیلی قصہ فقیر نے بقلمِ حاجی اشفاق احمد قادری گذشتہ صفحات پر لکھ دیا ہے۔)

حالانکہ

1)اس زمانہ میں مدینہ میں نہ کوئی بادشاہ اور وزیر تھا اور نہ اُن کے محل تھے۔

2) اس کہانی میں دوسری جھوٹ بات یہ لکھی گئی ہے کہ لکڑہارے کا محل وزیر کے محل کے سامنے بنتا رہا اور بن کر تیار ہو گیا۔ مگر وزیر کی بیگم کو اس دوران بالکل پتہ نہ چلا۔

3) تیسری لغو بات یہ لکھی گئی ہے کہ امام جعفر صادق رضی للہ عنہ نے فرمایا کہ جسکی حاجت کونڈے بھرنے کے بعد پوری نہ ہو تو قیامت کے دن میرا گریبان پکڑے اور بازپرس کرے۔

کیاایسابیہودہ دعویٰ امام جعفر رضی اللہ عنہ فرما سکتے ہیں؟

کونڈے کی رسم کی ابتداء: خدام الدین دیوبندی رسالہ میں ہے "گویا رامپور وہیل کنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی خاندان ہی کی بدولت ہوا"۔

مولوی مظہر علی سندیلوی اپنے روزنامچہ میں جو 1911ء کی ایک نادر یادداشت لکھتے ہیں کہ: "1911ء آج ایک نئی رسم دریافت ہوئی جو میرے اور میرے گھر والوں میں رائج ہوئی جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں ہوئی تھی وہ یہ ہے 21رجب کو بوقتِ شام میدہ، شکر اور گھی دودھ میں ملا کر ٹکیاں ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فاتحہ ہوتا ہے اور 22رجب کی صبح عزیز و اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں۔ یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا یہ اس کارواج ہر مقام پر ہوتا ہے۔ میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا یہ فاتحہ اب ہر گھر میں نہایت عقیدتمندی کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی ہے"۔

مولوی عبدالشکور نے اپنے رسالہ "النجم" لکھنو کی اشاعت جمادی الاولیٰ 1348 ھ میں لکھا تھا کہ: "ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کارواج یوماً فیوماً بڑھتا جارہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے متعلق ایک فتویٰ بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جارہا ہے"۔(یہاں اشتہار کی گنجائش نہیں۔)

اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ "لکھنؤ کے شیعوں میں 22رجب کے کونڈوں کارواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا"۔(رسالہ النجم لکھنؤ، 1348ھ)

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ رجب کے کونڈوں کی رسم لکھنؤ اور اُسکے گرد و نواح میں قریباً نصف صدی بیشتر شروع ہو کر صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ کے توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد جاہل طبقوں میں پھیلتی گئی اور وہیں سے کھٹملوں کی طرح دیگر مقامات میں مروج ہوئی۔

22 رجب 60 ھ: کاتبِ وحی، رسول اللہ ﷺ کے خاص معتمد صحابی حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کی پچاس سال تک خدمت کرنے کے بعد وفات پائی تھی۔ روافض جس طرح امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خوشی میں اُن کے مجوسی قاتل ابولولو فیروز کو بابا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں اس طرح وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲رجب کو یہ تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کیلئے ایک روایت گھڑ کر حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ راز فاش ہونے سے رہ جائے اور دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ چپکے سے ایک دوسرے کے ہاں بیٹھ کر یہ شیرنی کھالیں اور یوں اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ اُن کی تقیہ سازی اور اس پر فریب طریقہ کار سے

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہو جاتے ہیں۔اسی لئے اہلسنّت عوام وخواص کو اس رسم سے بچنا چاہئے ہاں اگر خیرات کرنی ہے تو بلا تخصیص اور بلا قیود سیّدنا جعفر صادق اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کیلئے ایصالِ ثواب کریں تو حرج نہیں۔ فقیر آخر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں عرض کرتا ہے اِن پر عمل کرنا چاہئے۔

نصائح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

(1) دروغ گو (جھوٹے) کو مروّت (رِعایت) نہیں ہوتی، اور حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ بد خلق کو سرداری نہیں اور ملوک (بادشاہ) کو اُخُوَّت (بھائی چارہ) نہیں۔

(2) جو کوئی اللہ تعالیٰ سے اُنس (محبت) رکھتا ہے، اُس کو خلق سے وحشت ہوتی ہے۔

(3) اپنے تیئں اللہ تعالیٰ کے محارم (اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزیں) سے بچو تاکہ عابد بنو، اور جو کچھ قسمت میں ہو گیا تو اُس پر راضی رہو۔

(4) فاجر (حرام کار) سے قربت مت رکھ کہ تجھ پر فجور (حرام کاری) غالب آجائے گا مشورہ ایسے لوگوں سے کر جو کہ اطاعتِ خدا خوب کرتے ہوں۔ (5) جو شخص ہر آدمی کیساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا، اور جو کوئی بُرے راستہ پر جاتا ہے اُس کو اِتہام ل (بہتان) لگتا ہے اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیماں (شرمندہ) ہوتا ہے۔

(6) بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے بندہ اللہ سے دُور ہو جاتا ہے، کیونکہ مَطیع مغرور گنہگار ہوتا ہے اور گنہگار نادم مَطیع ہوتا ہے۔

(7) خوشامدی لوگ تیرے لئے تکبر کا تخم (بیج) ہیں۔

(8) آپ سے کسی نے دریافت کیا دُرویش صابر، فاضل تر ہے یا تونگر شاکر؟ فرمایا دُرویش صابر کیونکہ تونگر کا دل پیسہ میں اٹکا رہتا ہے اور دُرویش کا دل اللہ میں۔

(9) عبادت بلا توبہ درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقَدَّم (افضل) کیا ہے۔

(10) آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ عقلمند کس کو کہتے ہیں؟ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص خیر وشر میں تمیز کرے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمیز تو بہائم (چوپائے) میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے؟ فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو کہ دو خیر اور شر میں سے خیر اور خیروں میں خیر الخرین (بہتر خیر) کو اختیار کرے اور شر میں خیر الشر کو۔ ذوقِ صوفیہ کوئی طریقہ علاوہ کتاب وسنّت (قرآن وسُنت) نہیں۔

(11) اِبتِلاء (آزمائش) ایک شرف ہے اسی لئے خاصانِ حق اِس میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

(12) بے حد اَعتقادی بربادی ہے اور نکتہ چینی بد نصیبی۔

(13) عُلماء کا فقر اختیاری ہوتا ہے اور جہلاء کا اضطراری (مجبوری)۔

(14) اُس کو خوشی ہو جس کی آنکھ شہوات تو دیکھتی ہے مگر اُس کا دل شہوات نہیں دیکھتا اور چاہتا۔

(15) ہمارا دین سراپاءِادب ہے جواِس کالحاظ نہ رکھے گا وہ بدنصیب ہے۔

(16) بڑازُہد(تقویٰ)دنیامیں یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے۔

(17) فضیلت اگرچہ جماعت میں ہے لیکن سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔

(18) زیادہ شِکم سیری(پیٹ بھر کھانا)اور فاقہ کشی دونوں مانعِ عبادت(عبادت میں رُکاوٹ ڈالنے والے)ہیں ۔

(19) قدرتِ انتقام رکھتے ہوئے غصہ کو پی جاناافضل ترین جہاد ہے۔

(20) کھلی ہوئی عداوت، منافقت وموافقت سے بہتر ہے۔

(21) مصیبت میں آرام کی تلاش مصیبت کوترقی دیتی ہے۔

(22) جہاد بالسیف سے جہاد بالمال سخت تر ہے۔

(23) شکایت کاترک کرناصبر ہے۔

(24) حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جوکچھ تیرے دل کے اندر ہے اگر تواُس کوایک کھلے ہوئے طباق(برتن)میں رکھ دے اوراُس کولے کر بازار کاگشت لگائے تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کواِس طرح آشکار(ظاہر)کرنے میں تجھے شرم نہ آئے۔

(25)سعید(نیک)وہ ہے جس کادل عالم ہواور بدن صابر اور موجودہ پر قانع(قناعت کرنے والا)رہے۔

فقط و السلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان(17ذوالحجہ 1420ھ)